علم حدیث:

حضور اکرم ﷺ کے اصحاب نے احادیث کی سماعت کا بہت اہتمام کیا۔ وہ اس معاملہ میں اس قدر حریص تھے کہ انہوں نے آپس میں باری بنالی تھی جیسا کہ حدیث میں ہے عَنْ عُمَرَ، قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَجَارٌ لِي مِنَ الأَنْصَارِ فِي بَنِي أُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ وَهِيَ مِنْ عَوَالِي المدِينَةِ وَكُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُولَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَنْزِلُ يَوْمًا وَأَنْزِلُ يَوْمًا فَإِذَا نَزَلْتُ جِئْتُهُ بِخَبَرِ ذَلِكَ اليَوْمِ مِنَ الوَحْيِ وَغَيْرِهِ، وَإِذَا نَزَلَ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ (بخاری مسلم) "حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں اور ایک انصاری میرا پڑوسی بنی امیہ بن زید کے محلہ میں رہتے تھے اور یہ مقام مدینہ کی بلندی پر تھا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس باری باری آتے تھے، ایک دن وہ آتا تھا اور ایک دن میں، جس دن میں آتا تھا اس دن کی خبر یعنی وحی وغیرہ کے حالات میں اس کو پہونچا دیتا تھا اور جس دن وہ آتا تھا وہ بھی ایسا کرتا"۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو دوسروں تک احادیث پہونچانے کی ترغیب دلائی ہے «نَضَّرَ اللَّهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا فَبَلَّغَهُ كَمَا سَمِعَ، فَرُبَّ مُبَلِّغٍ أَوْعَى مِنْ سَامِعٍ» (ابوداود وترمذی) " اللہ تعالی اس شخص کو خوش رکھے جس نے ہم سے کوئی بات سنی اور پھر اسی طرح دوسروں تک پہونچادی جس طرح سنی تھی اس لئے کہ بہت سے ایسے لوگ جنہیں حدیث پہونچے گی وہ سننے والے سے زیادہ سمجھ اور فہم رکھتے ہونگے"۔ ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ نے سب سے زیادہ احادیث روایت کی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں بہت کم حدیثیں لکھی گئیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے آغاز وحی میں حدیثیں قلم بند کرنے سے منع فرمادیا تھا، مبادا آپ ﷺ کے اقوال، تشریحات اور سیرت قرآن سے مل جل جائے اور قرآن وحدیث میں امتیاز کا امکان باقی نہ رہے۔ جس کی وجہ سے صحابہ نے احادیث کے حفظ اور فہم پر بہت زور دیا، پھر بعد کے ادوار میں کچھ صحابہ کرام کو حدیث لکھنے کی اجازت دی گئی لیکن اس کے باوجود صحابہ کرام نے حفظ قرآن کا زیادہ اہتمام کیا۔

معاملہ اسی طرح چلتا رہا یہاں تک کہ فتنہ کا دور شروع ہوا اور احادیث وضع کرکے لوگ نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کرنے لگے جس کے بارے میں آپ ﷺ نے متنبہ کردیا تھا «مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ» (بخاری ومسلم) "جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ گڑھا اس نے اپنا ٹھکانہ جہنم بنایا"۔

خلیفہ عمر بن عبد العزیز نے باقاعدہ طور پر احادیث جمع کرنے کا حکم دیا اور اس کے لئے ابو بکر بن محمد بن حزم اور محمد بن شہاب الزہری کو مکلف کیا، ان دونوں بزرگوں نے احادیث جمع کرنے میں بے انتہاء محنت کی۔ اس دور میں احادیث کو بغیر چھان بین کے جمع کیا گیا۔ یہاں یہ بات واضح کردینی ضروری ہے کہ احادیث کی تدوین نبی کریم ﷺ

کے زمانہ میں ہی شروع ہو گئی تھی کیونکہ عہد رسالت ﷺ میں احادیث نبویہ پر مشتمل صحیفے لکھے گئے جیسے صحیفہ ہمام بن منبہ وغیرہ لیکن باقاعدہ کتابی شکل میں حدیث کی تدوین کا آغاز خلیفہ عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کے زمانہ میں ہوا۔ اس کے بعد علماء حدیث کی ایک جماعت پیدا ہوئی جنہوں نے اپنے پیش رووں کے کاموں کا جائزہ لیا، صحیح احادیث کو جمع کیا اور ضعیف اور موضوع احادیث کو چھوڑ دیا۔ یہ حدیث کی تدوین کا مشہور مرحلہ ہے۔ سب سے پہلی کتاب جس میں صحیح احادیث کو جمع کیا گیا، اس کے ابواب وغیرہ کو ترتیب کے ساتھ بیان کیا گیا وہ موطا ہے جس کی تصنیف امام مالک (ف ۱۷۹ ہجری) نے کی ہے۔

تیسری صدی ہجری میں علماء احادیث کی جمع و تدوین میں خوب سرگرم رہے۔ اس صدی کو تدوین حدیث کا سنہری دور کہا جاتا ہے۔ اسی صدی میں احادیث کی چھ مشہور کتابیں لکھی گئیں جو یہ ہیں: صحیح بخاری اور صحیح مسلم۔ ان دونوں علماء نے احادیث جمع کرنے میں بہت ہی دقت اور امانت کا مظاہرہ کیا، لہذا ان دونوں کتابوں کو تمام مسلمانوں کی طرف سے ثقاہت واعتماد حاصل ہوا اور قرآن کریم کے بعد سب سے صحیح کتاب کا درجہ ملا۔

اور اس کے بعد کتبِ سنن [۱] شروع ہوئیں جیسے سنن ابی داود، سنن ترمذی، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ۔ پھر کتب مسانید [۲] جیسے مسند احمد بن حنبل اور مسند ابی عوانہ وغیرہ اور مستخرجات [۳] جیسے مستخرج علی الصحیحین لابی عوانہ اور مستدرکات [۴] جیسے مستدرک حاکم علی الصحیحین وغیرہ کتابیں لکھی گئیں۔ اسی طرح علم مصطلح الحدیث [۵] کا ظہور ہوا

۱- سنن سے مراد احادیث کی وہ کتابیں ہیں جو فقہی ابواب مثلاً کتاب الایمان کتاب الطہارۃ، کتاب الصلاۃ پر مرتب کی جاتی ہیں۔ ان احادیث میں آثار صحابہ یعنی موقوف احادیث ذکر نہیں کی جاتیں اور نہ مرسل، کیونکہ یہ محدثین کے نزدیک سنت کے درجہ میں نہیں ہے۔ اگر اس قسم کی کوئی روایت ذکر کی جاتی ہے تو صرف استشہاد کے لئے جیسے سنن اربعہ۔

۲- مسانید مسند کی جمع ہے اس سے مراد حدیث کی وہ کتاب ہے جس میں احادیث صحابہ کے اسماء گرامی کی ترتیب سے مرتب کی جاتی ہے اور احادیث کے موضوع کا لحاظ نہیں رکھا جاتا۔

۳- مستخرج سے مراد وہ کتاب ہے جس میں کسی مولف نے کسی دوسرے محدث کی احادیث کو اپنی سند سے روایت کیا ہو اس میں دوسرے مصنف کی اسانید پہلے سے مختلف ہوتی ہیں۔

۴- مستدرک سے مراد وہ کتاب ہے جس میں مولف نے کسی دوسری کتاب کی ترک کردہ احادیث کو جمع کیا ہو جو اس کی رائے میں پہلی کتاب کے مصنف کے شرط کے مطابق تھیں مگر اس نے ذکر نہیں کیا۔ استدراک کی شرط یہ ہے ان احادیث کے رجال اسناد وہی ہوں جن سے اصل کتاب کا مولف روایت کرتا ہے۔

۵- وہ اصول و قواعد جن کے ذریعہ سے احادیث کی سند اور متن کو قبول کرنے یا مسترد کرنے کا علم حاصل ہوتا ہے۔

۔۔اسی طرح کچھ کتابیں ضعیف احادث پر لکھی گئیں اور کچھ موضوع احادیث پر۔ علم جرح وتعدیل [٦] کا بھی ظہور ہوا اور اس فن کی کچھ کتابیں یہ ہیں:

۱-التاریخ الکبیر، امام بخاری کی تصنیف ہے۔

۲-الضعفاء والکبیر، امام عقیلی کی تصنیف ہے۔

۳-المجروحین، ابن حبان کی تصنیف ہے۔

۴-الکامل فی ضعفاء الرجال، ابن عدی کی تصنیف ہے۔

۵-تہذیب الکمال، حافظ مزی کی تصنیف ہے۔

٦-میزان الاعتدال، امام ذہبی کی تصنیف ہے۔

۷-لسان المیزان، ابن حجر کی تصنیف ہے۔

۸-تہذیب التہذیب، ابن حجر کی تصنیف ہے۔

۹-تقریب التہذیب، ابن حجر کی تصنیف ہے۔ اور اس کے علاوہ بے شمار کتابیں ہیں۔

اس کے بعد ان کتابوں کی شرح اوراختصار کا مرحلہ آتا ہے۔ علماء نے ان کتابوں کی شرحیں لکھیں جیسے زرقانی نے موطا کی شرح لکھی، فتح الباری جس میں امام ابن حجر نے بخاری کی شرح کی ہے، امام نووی نے مسلم کی شرح کی۔ اسی طرح باقی کتب ستہ کی شرحیں لکھی گئیں ہیں۔ اس کے علاوہ علماء کرام نے احادیث کی بے شمار کتابوں کی شروحات لکھی ہیں۔

مسلمانوں نے ماضی سے لے کر حال تک ہر زمانہ میں سنت کا اہتمام کیا ہے کیونکہ یہ اسلامی دستور سازی کا دوسرا ماخذ ہے جس سے ہر میدان میں اسلامی تہذیب کے اصول و قواعد اخذ کئے جاتے ہیں۔

علم فقہ:

وہ علم جس سے تفصیلی دلائل کی روشنی میں شرعی عملی احکام کی جانکاری ہوتی ہے جیسے حلال وحرام کی پہچان۔ سنت، مکروہ اور مندوب وغیرہ کی جانکاری۔

رسول اللہ ﷺ کے بعد صحابہ کرام نے فقہ کا عَلَم اٹھائے رکھا، ان میں سے ہر ایک اپنے تخصص میں ماہر تھا، عبد اللہ بن عمر فقہ میں ماہر تھے اور معاذ بن جبل کو صحابہ کرام میں میراث کا سب سے زیادہ علم تھا۔

٦- وہ علم ہے جس کے ذریعہ راویان حدیث کی اچھائیاں یا برائیاں بیان کی جاتی ہیں یا تو ان کی عدالت ثابت کی جاتی ہے اور ان کی روایت کردہ حدیث قبول کرلی جاتی ہے یا تو ان کی عدالت ساقط کی جاتی ہے اور ان کی روایت کردہ حدیث رد کردی جاتی ہے۔

مدینہ منورہ میں بہت سے مقیم صحابہ فتوی دیتے تھے جیسے ابو بکر، عمر، عثمان، علی، زید بن ثابت رضی اللہ عنہم اور عورتوں میں عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما۔ ان صحابہ کرام سے بہت سے تابعین نے علم حاصل کیا۔ ان میں سات فقہاء کرام کو شہرت ملی جنہیں فقہاء سبعہ کہا جاتا ہے۔ ان کے نام یہ ہیں:

۱- عروۃ بن الزبیر (ف ۹۳ ہجری) انہوں نے فقہ اپنی خالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حاصل کیا۔

۲- سعید بن المسیب (ف ۹۳ ہجری) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کے شوہر تھے اور انہیں عمر بن خطاب اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما کے فتاوی حفظ تھے۔

۳- عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود (ف ۱۰۲ ہجری) ثقہ فقیہ اور بے شمار علم کے مالک تھے۔

۴- ابو بکر بن عبد الرحمن بن حارث (ف ۹۴ ہجری) فقیہ اور بہت بڑے عابد تھے۔

۵- سلیمان بن یسار (ف ۱۰۷ ہجری) نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ میمونہ بنت حارث کے غلام تھے۔

۶- قاسم بن محمد بن ابی بکر (ف ۱۰۸ ہجری) ان کی پھوپھی عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

۷- خارجہ بن زید بن ثابت (ف ۱۰۰ ہجری) یہ جلیل القدر صحابی زید بن ثابت کے بیٹے ہیں جنہوں نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قرآن کو جمع کیا۔

مکہ مکرمہ میں فقہ اور فتوے کے مدرسہ کے قائد جلیل القدر صحابی عبد اللہ ابن عباس ہیں جن کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے دعا فرمائی تھی کہ اے اللہ اسے دین کی سمجھ عطا کر اور قرآن کی تفسیر کا علم دے۔ اس مدرسہ کے شاگرد عکرمہ، عطاء اور طاووس وغیرہ ہیں۔

کوفہ میں عبد اللہ بن مسعود، علی بن ابی طالب، ابو موسی اشعری اور عمار بن یاسر اور ان کے علاوہ دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فتوی دیتے تھے اور ان صحابہ کے شاگرد یہ ہیں: علقمہ بن قیس (ف ۶۲ ہجری)، الاسود بن یزید النخعی (ف ۷۵ ہجری) اور قاضی شریح بن حارث (ف ۸۲ ہجری) وغیرہم۔

بصرہ میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے لمبا عرصہ گزارا اور ان کے شاگرد حسن بصری اور ابن سیرین وغیرہ ہیں۔

شام میں ابو ادریس الخولانی تھے جن کے شاگرد عمر بن عبد العزیز اور رجاء بن حیوہ وغیرہ ہیں۔

مصر میں عمرو بن عاص اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہما جیسے جلیل القدر صحابہ تھے جن کے شاگرد یزید بن حبیب ہیں۔ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مصر میں حلال و حرام کے بارے میں علمی گفتگو کی۔ مصر میں ہی بہت بڑے فقیہ لیث بن سعد تھے جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ لیث امام مالک سے بڑے فقیہ ہوتے اگر ان کے شاگردوں نے ان کی فقہ ضائع نہ کی ہوتی یعنی ان کے شاگردوں نے ان کی فقہ کو محفوظ نہیں رکھا اور نہ ہی دوسروں تک منتقل کیا جیسا کہ دوسرے ائمہ کے شاگردوں نے کیا۔

مسالک اربعہ:

حنفی مسلک: اس مسلک کی اصل کوفہ میں صحابی جلیل عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے مدرسہ سے ملتی ہے۔ اس مسلک کے بانی امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ ہیں۔ ان کے مشہور شاگرد ابو یوسف اور محمد بن حسن الشیبانی ہیں جنہوں نے اپنے استاذ ابو حینفہ کی فقہ کی تدوین کی۔ اس مسلک کی کتابیں المبسوط والزیادات اور الجامع الکبیر والصغیر وغیرہ ہیں۔

مالکی مسلک: اس کی اصل مدینہ کے مدرسہ سے ملتی ہے۔ اسے فقیہِ مدینہ انس بن مالک کی طرف منسوب کیا جاتا ہے امام مالک کی حدیث کی کتاب موطا ہے جسے فقہی ابواب کے اعتبار سے مرتب کیا گیا ہے۔ ان کے مشہور شاگرد عبد الرحمن بن قاسم مصری اور اسد بن الفرات ہیں جو افریقہ میں پیدا ہوئے پھر مدینہ منورہ تشریف لائے اور امام مالک سے موطا سنی اور مصر میں عبد الرحمن بن قاسم کے یہاں موطا کی فقہ کو سمجھا۔

شافعی مسلک: اس مسلک کے موسس امام محمد بن ادریس شافعی ہیں جو بہت بڑے فقیہ ہیں ان کے مسلک کا دو دور ہے۔ قدیم مسلک جو انہوں نے عراق میں اختیار کیا تھا اور اپنی کتاب "الحجۃ" کی تالیف کی۔ آپ نے مصر کا دو مرتبہ سفر کیا۔ دوسری مرتبہ وہیں قیام پذیر ہو گئے اور وہیں وفات بھی پائی۔ آپ نے اس دور میں اپنے مذہب میں بہت زیادہ تعدیل کی۔ اسی کو جدید مذہب کے نام سے جانا جاتا ہے۔ آپ کا قول ہے: "جب صحیح حدیث مل جائے تو وہی میرا مذہب ہے"

امام شافعی نے مصر میں فقہ اور اس کے علاوہ دوسرے موضوعات پر بہت عمدہ کتابیں تالیف فرمائیں۔ جیسے کتاب الأم، یہ بہت ہی اہم فقہی موسوعہ ہے۔ آپ نے اصول فقہ کے قواعد بنائے اور اس سلسلے میں کتاب الرسالہ کی تالیف فرمائی۔ آپ کے مشہور شاگردوں کے نام یہ ہیں :ابو ثور بن ربیع (ف۲۷۰ہجری)، یوسف بن یحیی البویطی(۲۳۱ہجری)، اسماعیل بن یحیی المَزنی وغیرہ۔

حنبلی مسلک: اس مسلک کو امام احمد بن حنبل کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ اس مسلک کی بنیاد حدیث نبوی اور اقوالِ صحابہ پر ہے۔ آپ کا اصول تھا کہ اگر حدیث ضعیف ہو تو رائے پر اسے ترجیح دی جائیگی، امام احمد نے کوئی کتاب نہیں چھوڑی ہے جس سے ان کے مسلک کا اندازہ لگایا جاسکے لیکن ان کے شاگردوں نے ان کی فقہی آراء کو نقل کیا۔ اس طرح آپ کا مسلک ضائع ہونے سے بچ گیا۔ آپ کے مشہور شاگرد صالح بن احمد بن حنبل ہیں جو آپ کے سب سے بڑے بیٹے ہیں اور عبد اللہ بن احمد بن حنبل ہیں جنہوں نے اپنے والد کی مسند کی روایت کی ہے۔ آپ کے شاگرد صاحب سنن ابو داود ہیں۔

اس طرح فقہ نے اسلامی تہذیب کی تعمیر وترقی میں اہم رول ادا کیا اس طور سے کہ فقہاء نے اپنے زمانے میں پیش آنے والے واقعات وحوادث کا حکم بیان کیا اور ان مسائل کا بھی ذکر کیا جو اس وقت پیش نہیں آئے تھے اور یہ خصوصیت مسلک حنفی کی ہے۔